مولانا شمشاد علی سعید
مدیر ماہنامہ ''السعید'' اوگی

شیخ التفسیر، محدث کبیر ڈاکٹر حضرت مولانا سید شیر علی شاہؒ
ایک علمی شخصیت

کس منہ سے بیاں ہوں تیرے اوصاف حمیدہ

نبی کریمؐ کا ارشاد پاک ہے العلمآء ورثة الانبیآء ''میری اُمت کے علماء انبیاء کے وارث ہیں''

مولانا حضرت شیر علی شاہ صاحب مرحوم ومغفور کا نام نامی نہ صرف پاکستان بلکہ پوری دنیا میں علمی، تدریسی، تحقیقی، تقریری، ادبی، جہادی، اور روحانی کمالات کے حوالوں سے مشہور ومعروف تھا اور بجا طور پر آپ کو دینی مدارس، علماء کرام، اور دینی حلقوں کی آبرو باور کیا جاتا تھا۔

ایک ہمہ جہت شخصیت

حضرت شیخ الحدیث مولانا ڈاکٹر سید شیر علی شاہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کا نام زبان پر آتے ہی ایک عجیب سا احساس دل میں اُجاگر ہوجاتا ہے اور محسوس ہوتا ہے کہ کسی ایک فرد کا نہیں بلکہ یہ احساس ہوتا ہے کہ ایک ہی وقت میں کئی شخصیات کا ذکر ہورہا ہے۔ حضرت شیخ مرحوم کو اللہ تعالیٰ نے علم وحکمت کی لاتعداد صلاحیتوں سے نوازا تھا۔ وہ علم وعمل کا بے کراں سمندر تھے، تفسیر، حدیث، فقہ، میں اگر ان کی نرالی شان تھی تو علم کلام، منطق، اور ادب وغیرہ میں عبور حاصل تھا۔ دوسری طرف وہ تاریخ عالم میں بھی ید طولیٰ رکھنے والے اس کے ایک ایک گوشے اور ہر پہلو سے باخبر ہونے کے ساتھ ساتھ وہ اردو، پشتو، اور عربی زبان کے لاجواب ادیب وبے مثال خطیب تھے۔ وہ جب مجمع سے مخاطب ہوتے تو ایسا محسوس ہوتا تھا کہ جیسے ایک سمندر موجزن ہو اور علم ومطالعہ کی وسعت اور حیرت انگیز قوت حافظہ سے سامعین پر ایک ایسا اثر طاری ہوجاتا کہ تقریر ختم ہونے پر انہیں احساس ہوتا کہ وہ کہاں بیٹھے ہیں

اِمَامُ الْهُدَىٰ الْمِصْقَعُ اللَّوْذَعِیّ' .... مُدَقِّقُ عَصرٍ وَ عَضبٌ صَقِیلُ'

''ہدایت کے امام، قادر الکلام خطیب، بے انتہا ہوشیار، زمانے کے مدقق، صیقل شدہ تیز دھار شمشیر''

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے انہیں خوشنویسی سے بھی خوب نوازا تھا وہ اردو اور خصوصاً عربی میں ایسا خوشخط تحریر فرماتے کہ دیکھنے والا یہ سمجھتا کہ یہ چھاپ شدہ خط ہے۔

ہر دیدار میں حسن کے نئے جلوے نظر آتے

راقم کی ان سے گو کہ اتنی زیادہ ملاقاتیں تو نہیں ہوئی اور نہ ہی اتنا طویل عرصہ ان کی رفاقت میں گزرا لیکن بہر حال ان سے اللہ تعالیٰ نے کئی مواقع پر ان کے گھر میں، جامعہ دارالعلوم حقانیہ میں اور خود راقم کے گھر اوگی میں کافی ملاقاتیں ہوئی اس کے علاوہ وہ تین چار دفعہ ہمارے جامعہ دارالعلوم سعیدیہ بھی تشریف آئے، یعنی جتنی دفعہ بھی ان سے ملاقاتیں ہوئیں وہ آج تک دل پر نقش ہیں اور ہر ملاقات میں ان کی علیحدہ رویہ طرز تکلم، عزت افزائی، مہمانوں کے ساتھ ان کا مشفقانہ اور والہانہ پیار ومحبت کہ واقف ہو یا ناواقف جو بھی ان سے ملتا تو انہیں یہ احساس بھی نہیں ہوتا کہ میں پہلی بار ایک اجنبی کی حیثیت سے مل رہا ہوں یا وقت کے ایک اتنے بڑے انسان سے مل رہا ہوں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حضرت شیخ کو ایسی صفات سے نوازا تھا جو بہت ہی کم لوگوں میں پایا جاتا ہے اس لئے ہر ملنے والا اپنی اجنبیت کا تصور ہی بھول جاتا اور وہ یہ سمجھتا کہ یہ تو اس محفل میں سب سے زیادہ میری طرف متوجہ ہے اور ایسا محسوس ہو رہا ہے کہ میں ان کا برسوں سے شناسا اور واقف کار ہوں ذٰلك فضل الله يؤتيه من يشآء

ہر ادا محبوبانہ

جب حضرت شیخؒ میرے گھر اوگی تشریف لائے تو مجھے اور ہمارے پورے گھرانے کو اس وقت جو خوشی ملی وہ بیان سے باہر ہے، اور تقریباً ایک گھنٹہ وہ ہمارے درمیان رہے اور ہمیں یہ احساس ہی نہ ہوا کہ یہ کوئی عام مہمان ہے یا یہ اتنی عظیم شخصیت کے مالک ہیں۔ میں آج بھی وہ وقت یاد کر کے ایک سکون سا محسوس کرتا ہوں اور دل میں ایسے عظیم شخصیت کی محبت اور بڑھ جاتی ہیں کہ واقعی جو اللہ کے دربار میں مقبولیت کا درجہ پاتے ہیں ان کی ہر ادا محبوبانہ ہوتی ہے اور ہر انسان سے پیار ومحبت سے پیش آتا ہے اور کسی پر اپنی شخصیت اور رتبے کا احساس بھی نہیں ہونے دیتا۔ وہ جب اپنے گھر میں ہوتے تو عام حالت میں اگر کوئی ان کے گھر چلا جاتا تو انہیں پہچاننے میں دِقت ہوتی اور پہلی دفعہ دیکھنے پر وہ سمجھتے کہ یہ تو حضرت شیخ نہیں بلکہ کوئی عام زمیندار ہے۔ اتنی سادہ زندگی، گھر کے چار دیواری کے اندر وسیع رقبہ میں اپنے کھیتوں میں فارغ اوقات میں ایک عام زمیندار لگتے تھے۔

بے خطر کود پڑا آتش نمرود میں عشق

حضرت شیخ کی اگر ایک طرف یہ مشفقانہ اور کریمانہ اخلاق تھے، ان کی ایک الگ شخصیت تھی تو دوسری طرف وہ ظالم حکمرانوں اور فراعنہ وقت کے سامنے کسی خوف وخطر کو ذہن میں ہرگز نہ لانے والے، حق اور سچ کو ہر حال میں درست اور صحیح کہتے اور جھوٹ اور غلط کو کبھی حق و سچ نہ کہنے والے تھے۔ امریکہ اور روس کی مخالفت ایسے انداز میں کی کہ کبھی ان دنیاوی حکمرانوں سے خوف کا شائبہ بھی نہ آیا اور ڈنکے کی چوٹ پر ان کی مخالفت اور مجاہدین کی حمایت کرتے رہتے تھے۔

وَجَاهَدَ فِیْ اللّٰهِ حَقَّ الْجِهَادِ
مَقَالُ الْکَرِیم لِکُلِّ دَلِیل

''آپ نے جہاد فی سبیل اللہ کا حق ادا کیا اس سخاوت کے پیکر کا ہر قول ہم سب کیلئے وزنی دلیل ہے''

ان کے نزدیک حق کے معاملے میں عوام کا اشتعال اور دوستوں کی ناراضی وقتی چیزیں ہوتی تھیں اور کبھی اس کی پرواہ نہ کی کہ کوئی دشمنی کرے گا یا کوئی خفا ہوجائے گا۔مخالفت کی شدید طوفانوں میں بھی وہ گھبرانے نہ اپنے موقف کو تبدیل کرنے والے تھے۔کاش قوم ایسے عظیم شخصیت کی قدر و منزلت سے ناواقف رہی۔حضرت امام احمد بن حنبلؒ تعالیٰ نے بادشاہ وقت کے جبر و تشدد اور ظلم و ستم پر اظہار خیال کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ......'' دنیا کو ہماری مقبولیت کا اندازہ ہمارے مرنے کے بعد ہوگا''

ماہ شعبان ورمضان المبارک میں جب وہ دورۂ تفسیر پڑھاتے اور ایک مخصوص تعداد سے طلباء زیادہ ہو جاتے اور مزید گنجائش نہیں ہوتی تو وہ طلبہ کو ہدایت دیتے کہ وہ جامعہ دارالعلوم سعیدیہ اوگی حضرت مولانا سعید الرحمٰن خطیب صاحب کی مدرسہ جاکر وہاں درس میں شامل ہوجائیں۔حضرت خطیب صاحب سے ان کی جو محبت اور تعلق تھا وہ بھی قابل رشک ہوتا تھا۔

الحمد للہ یہ تھے ہمارے اکابر جنہوں نے ہمارے لئے زندگی گزارنے کی جو راہ متعین کی اس پر عمل پیرا ہوکر اکابر کے آئینۂ کردار میں اپنی زندگی سنوارنے کی جستجو کریں تو ان شاء اللہ بہت ہی فائدہ ہوگا اور اس عارضی و فانی زندگی کے بعد نہ ختم ہونے والی زندگی بھی کامیابی سے ہمکنار ہوگی۔

عارفؔی ممکن نہیں عنوان کوئی اظہار کا
کیا کہوں کیسی تمنا ، کیسی حسرت دل میں ہے

دارالعلوم سعیدیہ اوگی میں بھی حضرت شیخ کی موت کی خبر انتہائی درد و غم کی حالت میں سنی گئی،فوری طور پر خصوصی دعاؤں کا اہتمام کیا گیا اور دارالعلوم سعیدیہ کے بانی و مہتمم شیخ القرآن والحدیث حضرت مولانا سعید الرحمٰن صاحب اساتذہ کرام کی ایک وفد کے ساتھ جنازہ میں شریک ہوئے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت شیخ مرحوم کی لغزشات سے درگزر فرما کر درجات عالیہ سے نواز کر ان کے جملہ لواحقین کو صبر جمیل کی دولت سے نوازے،اور مرحوم کی دینی خدمات جلیلہ کو قبول فرما کر تا قیامت اس صدقہ جاریہ کو جاری و ساری رکھے۔آمین ثم آمین۔